اولیتِ جمع قرآن کی روایات اور تطبیقات و ترجیحات

The Traditions about First Compiler of the Quran: Reconciliation and meaningfulness

ڈاکٹر عثمان احمد*

Abstract:

The question that who was the first compiler of the Quran is very important and to some extent critical as this question directly relates to preservation and protection of the Quranic text from any amendment, deviation and addition. There are nine traditions that reveals different personalities as first compiler of the Quran including the last Prophet s.a.w. The article is aimed to reconcile the difference of traditions by figuring out of the real meanings of "jam' al-Quran". Some critic has also been made on the chains of narrations and attempted to evaluate the authenticity of the chain of narrations in the light of comments of ancient scholars. The article gives an impression that all traditions can be woven in a one silky thread of meaningfulness and all discrepancies and contradictions are apparent.

قرآن سب سے پہلے کس نے جمع کیا اس سے متعلق روایات میں کثیر اختلاف پایا جاتا ہے۔ ذیل میں تمام روایات سے جو مختلف افراد سامنے آتے ہیں ان کا احاطہ کرتے ہوئے علمائے اسلام کی تطبیقات اور تاویلات و ترجیحات پیش کی جاتی ہیں۔

اول: قرآن عہد نبوی میں جمع ہوا

الزرکشی لکھتے ہیں:

فَثَبَتَأَنَّ الْقُرْآنَ كَانَعَلَىهَذَاالتَّأْلِيفِوَالْجَمْعِفِيزَمَنِالنَّبِيِّصَلَّىاللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ

اسی طرح منقول ہے۔

وَقَدْرُوِّينَاعَنْزَيْدِبْنِثَابِتٍأَنَّالتَّأْلِيفَكَانَفِيزَمَنِالنَّبِيِّصَلَّىاللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ[1]

بخاری کی اس روایت کے ظاہر مفہوم سے بھی استدلال کیا گیا کہ قرآن رسول اللہ ﷺ کے عہد میں جمع ہو چکا تھا۔

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

حَدَّثَنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ العَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ:
دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ، عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ:
أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: «مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ» [2]

قتیبہ بن سعید سے روایت ہے، سفیان نے بیان کیا ہے، عبد العزیز بن رفیع سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اور شداد بن معقل، حضرت ابن عباسؓ کے پاس گئے۔ شداد بن معقل نے پوچھا: کیا نبی ﷺ نے کوئی چیز چھوڑی ہے؟ انہوں نے فرمایا: انہوں کچھ نہیں چھوڑا مگر بین الدفتین ہے۔

تفہیم وتوضیح

ا۔ قرآن کے تناظر میں جمع کا لفظ متعدد معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

الف۔ جمعِ قرآن بمعنی حفظ ب۔ جمع بمعنی قرأت و تلاوت کر کے ختم کرنا ج۔ جمع بمعنی کتابتِ قرآن د۔ جمع بمعنی بصورتِ مصحف تدوین ھ۔ جمع بمعنی کتابت وتدوین بمطابق لہجہ قریش لٰہذا یہاں عہد نبوی میں قرآن کے جمع سے مراد حفظ و کتابت ہے۔ حفظ کے بارے قرآن میں ہے

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ [3]

نبی ﷺ کے عہد میں کتابتِ قرآن کی قرآنی دلیل یہ ہے۔

رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ [4]

اسی طرح مشرکین کہتے تھے

وَقالُوا أَساطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَها فَهِيَ تُمْلى عَلَيْه بُكْرَةً وَأَصِيلاً 5

رسول اللہ ﷺ اولین جامع القرآن اس لحاظ سے ہیں کہ آپ قرآن کے سب پہلے حافظ ہیں اور اس لحاظ سے کہ آپ ﷺ نے قرآن **مکمل** اپنے سامنے کتابت کروایا۔ البتہ یکجا سورتوں کی ترتیب کے مطابق دو گتوں کے مابین جمع نہیں کروایا۔

پہلی وجہ

خطابی اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فلوكان قد جمع بين الدفتين كله، وسار تبه الركبان وتناقلته الأيدي في البقاع والبلدان، ثم قد نسخ بعضه ورفعت تلاوته لأدى ذلك إلى الاختلاف في أمر الدين ووجود الزيادة وا

لنقصانفيهوأوشكأنتنتقضبهالدعوةوتتفرقفيهاالكلمةوأنيجدالملحدونال
سبيلاإلىالطعنعليهوالتشكيكفيه[6]

اگر تمام قرآن دو گتوں کے مابین جمع کر دیا جاتا تو شہ سوار اس کو اپنے ساتھ لے جاتے اور یہ ہاتھوں ہاتھ مختلف مقامات اور شہروں تک پہنچ جاتا پھر کچھ اس کا حصہ منسوخ ہو جاتا اور اس کی تلاوت منسوخ کر دی جاتی تو یہ دین کے معاملے میں اختلاف کا باعث بنتا اور کمی یا زیادتی کا ثبوت بنتا یا ایسا شک پیدا کرتا کہ جس سے دعوتِ دین ہی کٹ کے رہ جائے اور کلمۂ حق بکھر جاتا اور ملحدوں کو اس میں طعن و تشکیک کا راستہ مل جاتا۔

دوسری وجہ

رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ما بین الدفتین جمع نہ ہونے کی ایک وجہ یہ تھی کہ نزولِ وحی جاری تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ دنیوی کے خاتمے کے بعد ہی وحی بند ہوئی جب تک رسول اللہ ﷺ موجود تھے وحی کا امکان موجود تھا۔ آخری آیت کے بارے منقول ہے آپ ﷺ کی وفات سے ۹۰ راتیں یا سات دن یا تین ساعات قبل نازل ہوئی۔ اس لیے ممکن ہی نہیں تھا کہ ما بین الدفتین جمع کر دیا جاتا کیونکہ وحی کے جاری ہونے کی صورت میں حتمی تدوین و ترتیب کیسے ممکن ہو سکتی تھی؟

علامہ آلوسی کی تفسیر میں ہے

أخرجغيرواحدمنغيرطريقعنابنعباسرضياللهتعالىعنهماأنآيةوَاتَّقُوايَوْماًإلخآ
خرمانزلمنالقرآن،واختلففيمدةبقائهبعدهاعليهالصلاةوالسلامفقيل:
تسعليال،وقيل: سبعةأيام،وقيل: ثلاثساعات [7]

روایت دوم: سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق نے قرآن جمع کیا

قَالَ:

أَخْبَرَنَاالْفَضْلُبْنُدُكَيْنٍوَمُحَمَّدُبْنُعَبْدِاللَّهِالأَسَدِيُّوَقَبِيصَةُبْنُعُقْبَةَعَنْسُفْيَانَعَنِالسُّدِّيِّعَنْعَبْدِخَيْرٍعَنْعَلِيٍّقَا
لَ: يَرْحَمُاللَّهُأَبَابَكْرٍهُوَأَوَّلُمَنْجَمَعَاللَّوْحَيْنِ[8]

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ ابو بکر پر رحم فرمائیں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن دو تختیوں کے مابین جمع کیا

تفہیم و توضیح

عہدِ صدیقی میں مرتدین سے قتال میں چھ سو سے زیادہ صحابہ شہید ہوئے جو حفاظ و قرا تھے۔ سیدنا فاروق اعظم کو محسوس ہوا کہ اگر قرآن کو مدون و مرتب کر کے محفوظ نہ کیا گیا تو مبادا قرآن کا کچھ حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ انہوں نے سیدنا ابو بکر کو مسلسل ترغیب و توجہ دلائی اور وہ اس کے لیے تیار ہوئے۔ صحابہ کی ایک جماعت نے حضرت زید کی سربراہی میں یہ کام سرانجام دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق کی جمعِ قرآن میں اولیت سرکاری سطح پر دو گتوں یا دو لوح کے مابین سورتوں کی ترتیب کے مطابق لکھوا کر ایک "مصحف" تیار کروانا ہے۔ عہدِ صدیقی کا جمع قرآن

الف۔ سورتوں کی ترتیب توقیفی کے مطابق کتابت و جمع تھا

فَجَمَعَهُفِيصَحَائِفَمُرَتَّبًالِآيَاتِسُوَرِهعَلَىمَاوَقَّفَهُمْعَلَيْهِالنَّبِيُّصَلَّىاللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ [9]

ب۔ منسوخ آیات و غیر متواتر آیات کو کتابت میں نہیں لایا گیا۔ اس کے لیے ایک باقاعدہ طریق کار وضع کیا گیا جو کہ صحابہ کے تحریر کردہ نسخوں، ان کے حفظ اور اہلِ علم سے استشہادات پر مبنی تھا۔

وَكَانَلَايَقْبَلُمِنْأَحدشيئاحتىيشهدبهشَهِيدَانِوَهَذَايَدُلُّعَلَىأَنَّزَيْدًاكَانَلَايكتفيلمجردوِجْدَانِهِمَكْتُوبًاحَتَّىيَشْهَدَبِهِمَنْتَلَقَّاهُسَمَاعًامَعَكَوْنِزَيْدٍكَانَيَحْفَظُفَكَانَيَفْعَلُذَلِكَمُبَالَغَةًفِيالِاحْتِيَاطِ. [10]

کسی کی کوئی قرآنی چیز قبول نہیں کی جاتی تھی جب تک کہ اس پر دو گواہ نہ ہو جاتے (چاہے دو صحابہ مراد ہو یا حفظ و کتابت) یہ دلالت کرتا ہے زیدؓ نے صرف لکھے ہوئے کو کافی نہیں سمجھا بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سماعت کی گواہی بھی طلب کی یہ اس کے ساتھ تھا کہ وہ خود بھی حافظ تھے۔ یہ سب غایتِ احتیاط کے باعث تھا

ج۔ کتابت بعہد صدیقی رسول اللہ ﷺ کے طریقہ املاء و کتابت کے مطابق تھی جو کہ مختلف پتھروں، ہڈیوں اور چمڑوں پر لکھا ہوا موجود تھا۔

وجعلالناسيأتونبالقرآن،منهممنيأتيبهفيالصحيفة،ومنهممنيأتيبهفيالعسبحتىعرفنامنذلك [11]

لوگ قرآن کے ساتھ آتے رہے کوئی صحیفے کے ساتھ آتا کوئی اونٹ کی ہڈی کے ساتھ آتا یہاں تک کہ ہم نے اس سے جان لیا

روایت سوم: سب سے پہلے قرآن حضرت عمر بن الخطابؓ نے جمع کیا

الطبقات الکبریٰ میں ہے:

فَدُعِيَ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سُمِّيَ بِذَلِكَ.

وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ كَتَبَ التَّأْرِيخَ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الأَوَّلِ سَنَةَ سِتَّ عَشْرَةَ فَكَتَبَهُ مِنْ هِجْرَةِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ. وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ فِي الصُّحُفِ.[12]

فتح الباری میں ہے

وَعند ابن أَبِي دَاوُدَ أَيْضًا فِي الْمَصَاحِفِ مِنْ طَرِيقِ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ قَامَ عُمَرُ فَقَالَ مَنْ كَانَ تَلَقَّى مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ فَلْيَأْتِ بِهِ وَكَانُوا يَكْتُبُونَ ذَلِكَ فِي الصُّحُفِ وَالْأَلْوَاحِ وَالْعُسُبِ[13]

تفہیم وتوضیح

اگر حضرت عمرؓ کو علیٰ سبیل التسلیم پہلا جامعِ قرآن مانا جائے تو اس کا مطلب اول محرکِ جمعِ قرآن بعہدِ صدیقی ہوگا جیسا کہ ابن حجر نے توجیہ کرتے ہوئے تحریر کیا ہے

وَالْمُرَادُ بِقَوْلِهِ: "فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَهُ" أَيْ أَشَارَ بِجَمْعِهِ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ[14]

۲۔ حضرت عمرؓ نے عہدِ صدیقی میں جمعِ قرآن کے لیے جو عملی اقدامات کیے اور اس جماعتِ صحابہ کی رہنمائی کی جو جمعِ قرآن بعہدِ صدیقی کی ذمہ داری سرانجام دے رہی تھی، راوی نے اس سب کو غلطی سے عہدِ ابی بکر کی بجائے عہدِ خلافتِ عمر میں وقوع پذیر ہونے والا سمجھ کر بیان کر دیا۔امت کے علما کے اتفاق کے بعد کہ عہدِ ابو بکر میں قرآن کی جمعِ اول بصورتِ تدوین ہوئی یہ روایت مرجوح ہے اور اس روایت میں بیان کردہ صورتِ حال عہدِ ابی بکر کی ہے۔ نیز اس روایت کوئی ایسا لفظ موجود نہیں جو یہ بتا رہا ہو کہ راوی یہ واقعہ عہدِ عمر کا بیان کر رہا ہے۔

روایت چہارم: سب سے پہلے حضرت عثمان غنیؓ نے قرآن جمع کیا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عِمْرَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ:
«إِنَّ أَوَّلَ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ فِي مُصْحَفٍ وَكَتَبَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، ثُمَّ وَضَعَهُ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَ بِهِ يُقْرَأُ كُلَّ غَدَاةٍ»[15]

سب سے پہلے جس نے ایک مصحف میں قرآن جمع کیا اور لکھا تو وہ عثمان بن عفان ہیں پھر آپ نے اسے مسجد میں رکھوا دیا تھا اور حکم دیا روزانہ صبح اس کی تلاوت کی جائے۔

تفہیم وتوضیح

۱۔ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا اولین جامعِ قرآن ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ نے تلاوتِ قرآن کے اختلاف کے باعث پیدا ہونے والے نزاع کو دور کرنے کے لیے پہلی مرتبہ قرآن کے متعدد مصاحف تیار کروا کے شہروں میں قرّا کے ساتھ روانہ کئے۔ اس لحاظ سے آپ اولین جامعِ قرآن ہیں کہ آپ نے امت کو ایک تلاوت پر جمع کیا۔

البتہ ابنِ حجر کی توجیہ کے مطابق کے حضرت عثمان کا جامع القرآن ہونا ان معنی میں ہے کہ آپ نے قرآن کے کے رسم الخط اور اسلوب املاء کو متواتر قراءات کے مطابق اور لہجہ قریش کے مطابق مدون فرمایا۔

الْفَرْقُبَيْنَجَمْعِأَبِيبَكْرٍوَبَيْنَجَمْعِعُثْمَانَأَنَّجَمْعَأَبِيبَكْرٍكَانَلِخَشْيَةِأَنْيَذْهَبَمِنَالْقُرْآنِشَيْءٌبِذَهَابِحَمَلَتِهِلِأَنَّهُلَمْيَكُنْ
مَجْمُوعًافِيمَوْضِعٍوَاحِدٍفَجَمَعَهُفِيصَحَائِفَمُرَتِّبًالِآيَاتِسُوَرِهِعَلَىمَاوَقَفَهُمْعَلَيْهِالنَّبِيُّصَلَّىاللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَوَجَمْعُ
عُثْمَانَكَانَلَمَّاكَثُرَالِاخْتِلَافُفِيوُجُوهِالْقُرْآنِحِينَقَرَءُوهُبِلُغَاتِهِمْعَلَىاتِّسَاعِاللُّغَاتِفَأَدَّىذَلِكَبِبَعْضِهِمْإِلَىالتَّخْطِئَةِبَعْ
ضٍفَخَشِيَمِنْتَفَاقُمِالْأَمْرِفِيذَلِكَفَنَسَخَتِلْكَالصُّحُفَفِيمُصْحَفٍوَاحِدٍمُرَتِّبًالِسُوَرِهِكَمَاسَيَأْتِيفِيبَابِتَأْلِيفِالْقُرْآنِوَ
اقْتَصَرَمِنْسَائِرِاللُّغَاتِعَلَىلُغَةِقُرَيْشٍمُحْتَجًّابِأَنَّهُنَزَلَبِلُغَتِهِمْوَإِنْكَانَقَدْوُسِّعَفِيقِرَاءَتِهِبِلُغَةِغَيْرِهِمْرَفْعًالِلْحَرَجِوَالْمَ
شَقَّةِفِيابْتِدَاءِالْأَمْرِفَرَأَىأَنَّالْحَاجَةَإِلَىذَلِكَانْتَهَتْفَاقْتَصَرَعَلَىلُغَةٍوَاحِدَةٍوَكَانَتْلُغَةُقُرَيْشٍأَرْجَحَاللُّغَاتِفَاقْتَصَرَعَلَيْ
هَا

لیکن ترجیح اسی توجیہ کو ہے کہ قرآن کا متن جو عہد صدیقی میں مرتب ومدون ہو چکا تھا اسی متن کے مطابق اور اسی رسم الخط کے مطابق عہد عثمانی میں لکھا گیا اور دوبارہ اس پر تحقیق واستشہاد نہیں کیا گیا۔ اگر یہ کہا جائے حضرت عثمانؓ نے کوئی نئے رسم الخط میں لکھوایا یا قراءات کے اختلاف کے مطابق نیا اندازِ کتابت اختیار کیا تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت ابو بکر کے عہد میں ان قراءات کو مد نظر رکھے بغیر لکھا گیا تھا ؟ نیز کیا رسول اللہ ﷺ کے اختیار کردہ خطِ قرآنی کو ترک کر کے حضرت عثمانؓ نے اور رسم الخط اختیار کیا ؟ اس لیے یہ توجیہ راجح نہیں کہ قراءاتِ متواترہ کو مد نظر رکھ کے قریشی لہجے کے مطابق لکھوایا گیا۔ قرآن رسول اللہ ﷺ کے سامنے جس انداز میں کتابت کیا گیا اسی طریق املاء اور رسم الخط کو حضرت ابو بکر و عثمان رضی اللہ عنہم کے جاری کروایا۔

۳۔ ایک مرکزی نسخہ تیار کیا گیا اور اس کے مطابق متعدد نسخے تیار کیے گئے۔

روایت پنجم: سب سے پہلے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے قرآن جمع کیا

حَدَّثَنا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ قَالَ:

حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ:

لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْسَمَ عَلِيٌّ أَنْ لَا يَرْتَدِيَ بِرِدَاءٍ إِلَّا لِجُمُعَةٍ حَتَّى يَجْمَعَ الْقُرْآنَ فِي مُصْحَفٍ فَفَعَلَ

[16]

تفہیم وتوضیح

علامہ ابن حجر کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کو اگر تسلیم کیا جائے تو اس میں میں جمعِ قرآن سے مراد ترتیبِ قرآن کے مطابق اپنا ذاتی نسخہ تیار کرنا ہو گا۔ لہٰذا سیدنا علیؓ کا اول جامعِ قرآن ہونا اس معنی میں ہو گا کہ آپ نے ترتیبِ نزول کے مطابق اولین ذاتی مصحف تیار کیا۔

أَنَّهُ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى تَرْتِيبِ النُّزُولِ عَقِبَ مَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [17]

وَيُقَالُ إِنَّ مُصْحَفَ عَلِيٍّ كَانَ عَلَى تَرْتِيبِ النُّزُولِ أَوَّلُهُ اقْرَأْ ثُمَّ الْمُدَّثِّرُ ثُمَّ نُونٌ وَالْقَلَمِ ثُمَّ الْمُزَّمِّلُ ثُمَّ تَبَّتْ ثُمَّ التَّكْوِيرُ ثُمَّ سَبِّحْ وَهَكَذَا إِلَى آخِرِ الْمَكِّيِّ ثُمَّ الْمَدَنِيِّ وَاللَّهُ أَعْلَمُ [18]

۲۔ یہ روایت سنداً ضعیف ہے نیز سیدنا علیؓ سے خود مروی ہے کہ اولین جامعِ قرآن ابو بکرؓ ہیں تو آپؓ کا اپنا قول اس روایت کے خلاف ہے۔

روایت ششم: سب سے پہلے سالم مولیٰ ابی حذیفہ نے قرآن جمع کیا

أَخْرَجَهُ ابْنُ أَشْتَةَ فِي كِتَابِ الْمَصَاحِفِ مِنْ طَرِيقِ كَهْمَسٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ:

أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ فِي مُصْحَفٍ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ [19]

تفہیم وتوضیح

اس روایت کا پورا متن یوں ہے

أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ فِي مُصْحَفٍ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ أَقْسَمَ لَا يَرْتَدِي بِرِدَاءٍ حَتَّى يجمعه فَجَمَعَهُ ثُمَّ ائْتَمَرُوا:

مَا يُسَمُّونَهُ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: سَمُّوهُ السِّفْرَ قَالَ:

ذلك اسم تَسْمِيَةُ الْيَهُودِ فَكَرِهُوهُ فَقَالَ رَأَيْتُ مِثْلَهُ بِالْحَبَشَةِ يُسَمَّى الْمُصْحَفَ فَاجْتَمَعَ رَأْيُهُمْ عَلَى أَنْ يُسَمُّوهُ الْمُصْحَفَ.

ا۔اگر اس روایت کو درست تسلیم کیا جائے تو اس میں اولیت جمعِ قرآن سے مراد" سب سے پہلے جمع کردہ قرآن پر اسم مصحف کا اطلاق" ہو سکتی ہے۔ یعنی جمع کردہ قرآن کو مصحف کا نام سب سے پہلے سالم مولیٰ ابوحذیفہ نے دیا

فاجتمعرأيهمعلىأنيسموهاالمصحف[20]

سب صحابہ کی رائے ان(سالم کی) رائے سے متفق ہو گئی کہ قرآنِ مدون کا نام مصحف رکھا جائے

۲۔اس روایت میں غلطی ہے۔کیونکہ جمعِ قرآن کا واقعہ جنگِ یمامہ کے بعد ہوا ہے جب کہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ کی شہادت جنگ یمامہ میں ہوئی۔[21] اس جنگ سے قبل جمعِ قرآن کی ضرورت محسوس کی ہی نہیں گئی تھی اور اول جمع کی ضرورت اس جنگ کے بعد ہوئی تھی۔اس لیے جمعِ قرآن کی تکمیل کے وقت اس کا نام مصحف رکھنے کا مشورہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ کیسے دے سکتے ہیں جو شہید ہو چکے ہوں۔نیز روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ حبشہ میں کتاب کے لیے مصحف کا لفظ بولا جاتا تھا۔یہ ثابت شدہ بات ہے کہ صحیفہ کا لفظ عربی زبان کا مروج لفظ تھا[22] اور کوئی قطعی دلیل نہیں کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔[23]

۳۔اس روایت کے بالمقابل ایک دوسری روایت میں یہی بات عبد اللہ بن مسعود سے منسوب کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے حبشہ میں مصحف کا نام سنا تھا اور ان کی تجویز پر یہ نام منظور ہوا۔[24] اس لیے ان روایات میں اضطراب کی کیفیت ہے۔

۳۔استناداً یہ روایت منقطع ہے۔

روایت ہفتم: سب سے پہلے سعد بن عبید نے قرآن جمع کیا

ابن حبیب البغدادی لکھتے ہیں

سعدبنعبيدبنالنعمانبنقيسبنعمروبنزيدبناميةابنزيدبنمالكبنعوفبنعمروبنعوفبنمالكبنالأوس.وهوأولمنجمعالقرآن.[25]

سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید،الاوس قبیلہ کے،نے سب سے پہلے قرآن جمع کیا

تفہیم و توضیح

ا۔اس روایت کی توجیہ یہ ہو سکتی کہ اپنے قبیلے کی اس چھوٹی شاخ سے جس سے ان کا تعلق تھا انہوں نے سب سے پہلے قرآن حفظ کیا یا قرأت و تلاوت کے ساتھ مکمل کیا۔

۲۔ یہ روایت بلا اسناد ہے۔

روایت ہشتم: چار صحابہ ابودرداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید بحیثیت اولین جامعین قرآن

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، وَثُمَامَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: "مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَجْمَعِ الْقُرْآنَ غَيْرُ أَرْبَعَةٍ: أَبُو الدَّرْدَاءِ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ "[26]

نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو سوائے چار افراد کے کسی نے قرآن جمع نہیں کیا تھا۔ ابودرداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید نے.

تفہیم وتوضیح

ا۔ اولین جامعین قرآن ہونے سے مراد انصار کے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اپنے قبیلے میں سب سے پہلے قرآن مکمل سیکھا یا حفظ کیا۔[27] مزید یہ کہ یہ حصر حقیقی نہیں بلکہ حصر اضافی ہے۔ کیونکہ تمام صحابہ جو شرق و غرب میں پھیل گئے تھے ان کے بارے حضرت انس کیسے قطعاً عدم تکمیل حفظ یا عدم تکمیل تعلیمِ قرآن کا دعویٰ کر سکتے۔[28]

۲۔ اس روایت کے اندر مذکور ناموں میں دوسری روایت کے اندر ایک نام کی تبدیلی ہے۔

وروى الْبُخَارِيُّ أَيْضًا عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ:

مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم؟ فَقَالَ:

أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُو زَيْدٍ، قُلْتُ مَنْ أَبُو زَيْدٍ؟ قَالَ أَحَدُ عُمُومَتِي.

روایت نہم: عبد اللہ بن زُرَیر الغافقی نے سب سے پہلے قرآن جمع کیا

وَأَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ فِي الدُّعَاءِ مِنْ طَرِيقِ عَبَّادِ بْنِ يَعْقُوبَ الْأَسَدِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْلَى الْأَسْلَمِيِّ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنِ ابْنِ هُبَيْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَيْرٍ الْغَافِقِيِّ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ:

لَقَدْ عَلِمْتُ مَا حَمَلَكَ عَلَى حُبِّ أَبِي تُرَابٍ إِلَّا أَنَّكَ أَعْرَابِيٌّ جَافٌّ فَقُلْتُ:

وَاللَّهِ لَقَدْ جَمَعْتُ الْقُرْآنَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْتَمِعَ أَبَوَاكَ

تفہیم وتوضیح

اس سے مراد حفظ و تعلّم ہے۔ کیونکہ یہاں جمع سے مراد تدوین یا مکمل مصحف کی کتابت نہیں ہو سکتی۔

تعدادِ آیات کے بارے مختلف مواقف

لفظ "آیت" کے قرآنی استعمالات درج ذیل معانی میں ہیں

۱۔ معجزہ: هٰذِهِ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ آيَةً

۲۔ علامت اور نشانی: رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا

۳۔ عبرت: إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ

۴۔ دلیل و برہان: وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ

۵۔ کتب سماویہ سابقہ کے متن کا ایک ٹکڑا

لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللّٰهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ

۶۔ قرآنی متن کا ٹکڑا: تِلْكَ آيَاتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ

آیت کی تعریف

وَأَمَّا فِي الِاصْطِلَاحِ فَقَالَ الْجَعْبَرِيُّ فِي كِتَابِ الْمُفْرَدِ فِي مَعْرِفَةِ الْعَدَدِ حَدُّ الْآيَةِ قُرْآنٌ مُرَكَّبٌ مِنْ جُمَلٍ وَلَوْ تَقْدِيرًا ذُو مَبْدَأٍ وَمَقْطَعٍ مُنْدَرِجٍ فِي سُورَةٍ وَقَالَ غَيْرُهُ:

الْآيَةُ طَائِفَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ مُنْقَطِعَةٌ عَمَّا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا لَيْسَ بَيْنَهَا شَبَهٌ بِمَا سِوَاهَا

آیت وہ قرآن ہے جو جملوں سے مرکب ہوتا اگرچہ تقدیرا جملے ہوں۔ اس کی ایک ابتدا اور ایک انتہا ہوتی ہے۔ اور یہ سورت کے اندر درج ہوتی ہے۔ دوسری تعریف ایسے کی گئی ہے: آیت قرآن کا ایک حصہ ہوتا ہے جو اپنے ما قبل اور مابعد سے علیحدہ ہوتا ہے

اس کے علاوہ کے ساتھ اس کا کوئی التباس نہیں ہوتا۔

آیات کے اجتہادی و توقیفی ہونے کے مواقف

توقیفی ہونے کا موقف

امت کے علماء کا ایک طبقہ آیات کی تعیین کے توقیفی ہونے کا قائل ہے۔ ان کا استدلال قرآن و حدیث سے استدلال پر ہے۔

دلائل قرآن

دلیل اول: قرآن میں ہے: كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا (یہ کتاب ہے جس کی آیات علیحدہ علیحدہ ہیں قرآن عربی ہے)

دلیل دوم: قرآن میں ہے: وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي (ہم نے آپ کو سات دہرائی جانے والی آیات عطا کیں)

دلیل حدیث:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبَّاسٍ الجُشَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ سُورَةً مِنَ القُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ، وَهِيَ سُورَةُ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ (رواہ الترمذی)

اجتہادی ہونے کا موقف

دلائل

ا۔ قرآن نے مشرکین کو مثیلِ قرآن لانے کی تحدی سورتوں کی دی نہ کہ آیات کی۔

ا۔ حضرت ابو بکر و عثمان نے قرآن میں آیات کے نشانات و علامات اور تقسیم کو مد نظر نہیں رکھا۔ بلکہ سورتوں کو مد نظر رکھا۔

۲۔ امت کے مابین آیات کی تعیین میں اختلاف اس کے اجتہادی ہونے کا عملی ثبوت ہے۔

آیت کی تعیین کے اصول

ا۔ آیت کی تبیین رسول اللہ ﷺ کی تلاوت میں وقف فرمانے سے ہوتی تھی۔ اختلاف بھی اسی سے ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی دوسری جگہ وقف فرمایا تو اس کو صحابہ نے آیت سمجھا جب کہ دوسروں اس کو سانس لینے کا وقف یا معنویت کے لہذا متوجہ ہونے کے باعث وقف سمجھا۔

۲۔ کسی سورت کے اختتامِ آیات کے مابین سجع اور قافیہ کی مماثلت سے وقف کی شناخت

شمار آیات

چھ ہزار کی تعداد سب کے نزدیک متفق علیہ ہے اختلاف اس سے اوپر کی تعداد میں ہے

ا۔ 6236 آیات

آیات کا شمار کوفی شمار ہے۔ یہ حضرت علیؓ سے منسوب ہے۔اس کو قراء میں حمزہ زیّات، ابوالحسن کسائی اور خلف بن ہشام نے نقل کیا۔ حمزہ نے ابولیلیٰ سے، انہوں نے ابوعبدالرحمان السلمی سے انہوں نے حضرت علیؓ سے نقل کیا۔

۲۔6226 آیات

آیات کا شامی شمار ہے۔ جو یحیٰ بن حارث الذماری اور عبداللہ بن عامر سے منسوب ہے۔

۳۔6220آیات

یہ شمار ابی بن کعبؓ اور ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ عبداللہ بن کثیر جو سبعہ قرا میں سے ہیں اسے نقل کرتے ہیں۔

۴۔6219 آیات

بصری شمار ہے جو قتادہ سے منقول ہے۔

۵۔6218آیات

یہ شمار ابن مسعود سے روایت ہوا ہے۔

۶۔ 6217آیات

مدنی اول شمار ہے۔ اہلِ کوفہ، اسے اہلِ مدینہ سے نقل کرتے ہیں

۷۔6216آیات

اس تعداد کو ابن عباسؓ اور ابن سیرین سے روایت کیا گیا۔

۸۔6214آیات

مدنی آخر شمار ہے۔ ابو جعفر بن زید بن القعقاع سے منسوب ہے۔ یہ دس قاریوں میں سے تھے۔ یہ شیبہ بن نصاح سے بھی منسوب ہے۔

۹۔6212آیات

یہ تعداد حمید اعرج سے روایت کی گئی ہے۔

۱۰۔6210آیات

صاحبِ تبیان نے اس قول کو ابو جعفر سے نقل کیا ہے۔ ابن الندیم نے اسے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے۔ زعفرانی نے کتاب مبانی کے مقدمے میں اس قول کو عکرمہ بن سلیمان سے نقل کیا ہے۔

۱۱۔6205 آیات 6204/آیات

بصری شمار ہے۔ عاصم بن العجاج الجحدری سے منسوب ہے اور ایوب بن متوکل بصری سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

۱۲۔ 6170آیات

یہ شمارِ آیات ابن الندیم نے عطاء بن یسار سے نقل کیا ہے۔

۱۳۔6660آیات

یہ میبدی(رشیدالدین میبدی مصنف تفسیر کشف الاسرار) کا قول ہے۔

حوالہ جات

[1] الزركشي، أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر (المتوفى:۷۹۴ھ)، البرهان في علوم القرآن، تحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم، طبع اول، ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء، دار المعرفة، بیروت، لبنان، ج۱، ص۲۳۵

[2] البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ،الجعفي ،الجامع الصحيح ،تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر ترقيم: محمد فؤاد عبد الباقي،دار طوق النجاة، طبع اول، ۱۴۲۲ھ،كِتَابُ فَضَائِلِ القُرْآنِ، بَابُ مَنْ قَالَ: «لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ»، ج۶، ص۱۹۰

[3] العنکبوت۔۴۹

[4] البینہ۔۲،۳

[5] الفرقان،۵

[6] الخطابي، أبو سليمان حمد بن محمد (ت 388 ھ)، أعلام الحديث (شرح صحيح البخاري)، تحقيق: د. محمد بن سعد بن عبد الرحمن آل سعود، جامعة أم القرى (مركز البحوث العلمية وإحياء التراث الإسلامي)، طبع اول، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء، ج۳، ص۱۸۵۷

[7] آلوسی، شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني (المتوفى: ۱۲۷۰ھ)، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، تحقيق: علي عبد الباري عطية، دار الكتب العلمية، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۵ھ، ج۲، ص۵۳

[8]ابن سعد، أبوعبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادي (المتوفى: ۲۳۰ھ)، الطبقات الکبری، تحقیق: محمد عبدالقادر عطا، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء، ج۳، ص ۱۴۴

[9]الاتقان فی علوم القرآن۔ ج۱، ص ۲۱۰

[10]ایضاً، ج۱، ص ۲۰۵

[11]ابو شامہ، أبو القاسم شهاب الدين عبد الرحمن بن اسماعيل بن إبراهيم المقدسي الدمشقي (المتوفى: ۶۶۵ھ)، المرشد الوجيز إلى علوم تتعلق بالكتاب العزيز، تحقيق: طيار آلتي قولاج، دار صادر، بيروت، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء، ص ۶۳

[12]الطبقات الکبریٰ۔ ج۳، ص ۲۱۳

[13]ابن حجر، أحمد بن علي، أبو الفضل العسقلاني الشافعي، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ترقیم وتبویب: محمد فؤاد عبد الباقي، تخریج وتصحیح: محب الدین الخطیب، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ج۹، ص ۱۴؛ المتقی الهندی، علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي البرهانفوري ثم المدني فالمكي (المتوفى: ۹۷۵ھ)، کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، تحقيق: بكري حياني، صفوة السقا، مؤسسة الرسالة، بيروت، طبع پنجم، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء، ج۲، ص ۵۷۴،

[14]فتح الباری۔ ج۹، ص ۱۳

[15]عمر بن شبة (واسمه زيد) بن عبيدة بن ريطة النميري البصري، أبو زيد (المتوفى: ۲۶۲ھ)، تاریخ المدينة، تحقيق: فهيم محمد شلتوت، طبع على نفقة: السيد حبيب محمود أحمد، جدة، ۱۳۹۹ھ، ص ۷

[16]ابن ابی داؤد، أبو بكر بن أبي داود، عبد الله بن سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (المتوفى: ۳۱۶ھ)، کتاب المصاحف، تحقیق: محمد بن عبده، الفاروق الحدیثۃ، القاهرة، طبع اول، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، ص ۵۹

[17]فتح الباری۔ ج۹، ص ۵۲

[18]ایضا۔ ج۹، ۴۲

[19]ایضا۔ ج۹، ۴۲

[20]السیوطي، جلال الدین، أزهار العروش في أخبار الحبوش، تحقیق:الدکتور عبد اللہ محمد عیسی الغزالی، منشورات مرکز المخطوطات والتراث والوثائق،الکویت، طبع اول، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، ص۴۸؛ الکتانی،السید محمد عبدالحیی الادریسی،الحسنی الفاسی،النظام الحکومۃالنبویہ المسمیٰ الترتیب الاداریۃ، تحقیق: عبد اللہ الخالدی، شرکۃ دار الارقم بن ابی الارقم، بیروت، باب: فی اول من اطلق علی سفر القرآن المصحف، طبع دوم،ج۱، ص۱۹۲

[21]ابن کثیر،ابو الفداء اسماعیل بن عمر القرشی البصری، الدمشقی (المتوفی: ۷۷۴ھ)، فضائل القرآن، مکتبہ ابن تیمیہ، طبع اول،۱۴۱۶ھ، ص۱۶۱

[22]المفضل بن محمد بن یعلی بن سالم الضبي (المتوفى: نحو۱۶۸ھ)، أمثال العرب،دار ومکتبۃ الھلال، بیروت، طبع اول،۱۴۲۴ھ، ص۱۲۲

[23]محمود رامیار ، تاریخ القرآن، مترجم: انوار احمد بلگرامی، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، طبع دوم، ۱۴۲۱ھ، ص۲۵،۲۶

[24]الاتقان فی علوم القرآن۔ج۱، ص۱۸۴

[25]محمد بن حبیب بن أمیۃ بن عمرو الھاشمی، بالولاء، أبو جعفر البغدادي (المتوفى: ۲۴۵ھ)،المحبر، تحقیق: إیلزۃ لیختن شتیتر،دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت، س۔ن۔ ص۲۸۶

[26]الجامع الصحیح البخاری،كِتَابُفَضَائِلِالقُرْآنِ،بَابُالقُرَّاءِمِنْأَصْحَابِالنَّبِيِّصَلَّىاللهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ،،ج ۶،ص۱۸۷

[27]

[28]ابو شھبۃ، محمد ، محمد، المدخل لدراسۃ القرآن الکریم، دار اللواء للنشر و التوزیع، الریاض،طبع دوم،۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء،ص۲۶۴۔۲۶۷